WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف

سُورۃُ البیّنہ

نام : اس کا نام سورۃ "البینہ" اور سورت "لَمْ یَکُنْ" دونوں بتائے جاتے ہیں۔ اس میں ایک رکوع۔ آٹھ آیتیں چورانوے کلمے اور تین سو ننانوے حروف ہیں۔

نزول : اس کے نزول کے بارے میں بھی علماء کے دو قول ہیں۔ علامہ ابوحیان اندلسی کہتے ہیں کہ جمہور کے نزدیک یہ مکی ہے۔ ان کے برعکس ابن الزبیر عطا ابن یسار اور ابن عطیہ کی رائے ہے کہ یہ مدنی ہے۔ اس کو بھی جمہور کا قول کہا گیا ہے۔ ایک صحیح روایت سے اس دوسرے قول کی تصدیق ہوتی ہے۔ امام احمد طبرانی اور ابن مردویہ نے ابی خیثمہ البدری سے روایت کیا ہے کہ جب یہ سورت نازل ہوئی تو جبرائیل نے عرض کیا یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ ابی ابن کعب کو پڑھ کر سنائیے حضور نے ابی کو جب یہ بات بتائی تو انہوں نے ازراہ حیرت عرض کیا : اے اللہ کے رسول کیا اس بندے کو وہاں بھی یاد فرمایا جاتا ہے ؟ حضور نے فرمایا بے شک۔ ابی اپنی یہ عزت افزائی دیکھ کر رو پڑے۔ علامہ آلوسی یہ روایت لکھنے کے بعد فرماتے ہیں۔ "ھذا ھُوَ الاصح" (یہی زیادہ صحیح ہے) مشرکین کے ساتھ اہل کتاب کا ذکر بھی اسی قول کی تائید کرتا ہے۔

مضامین : سورۃ "العلق" میں نزول کتاب "القدر" میں اس رات کی قدر و منزلت اور اس سورت میں رسالت کی ضرورت کو بیان فرمایا جا رہا ہے کہ مشرک اور اہل کتاب اس وقت تک اپنے باطل عقائد سے دستبردار نہیں ہوں گے جب تک ایسا رسول تشریف نہ لے آئے جس کی ذات اور جس کا کردار اس کی دعوت کی صداقت کی روشن دلیل ہو۔ پھر بتایا کہ اہل کتاب کا راہِ حق سے انحراف اس وجہ سے نہ تھا کہ ان کے پاس کوئی آسمانی صحیفہ نہیں آیا تھا یا ان کی طرف کوئی رسول مبعوث نہیں کیا گیا تھا۔ بلکہ یہ لوگ محض ذاتی اغراض اور شخصی مفاد کی وجہ سے حق کو چھوڑ گئے۔

پھر اس حقیقت کو واضح کیا گیا کہ سب نبی اور رسول ایک ہی دین کی دعوت دینے کے لیے مبعوث کیے جاتے رہے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ پورے خلوص اور یکسوئی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت، نماز کی اقامت اور زکوٰۃ کی ادائیگی میں سرگرم رہو۔ جن لوگوں نے اس دعوت کو قبول نہ کیا اور اس پر عمل کرنے سے گریزاں رہے وہ بدترین خلائق ہیں لیکن جن خوش نصیبوں نے اس دعوت کو صمیم قلب سے قبول کیا اور خلوص سے اس کی ہدایات پر عمل پیرا ہے وہ تمام مخلوق سے اعلیٰ و ارفع ہیں جنت کی بشارت کے ساتھ انہیں یہ مژدہ جانفزا بھی سنایا جا رہا ہے کہ انہوں نے اپنے رب سے ترساں لرزاں جس طرح اپنی زندگی گزاری اس کے عوض انہیں اس منصب رفیع پر فائز کیا جائیگا جہاں خداوند ذوالجلال ان سے اور وہ اپنے خداوند کریم سے راضی ہوں گے۔

سُوْرَةُ الْبَيِّنَةِ مَدَنِيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ ثَمَانِيْ اٰيَاتٍ

سورۃ البینۃ مدنی ہے — اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ — اس میں آٹھ آیات ہیں

لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ

جن لوگوں نے اہل کتاب میں سے کفر کیا (وہ) اور مشرکین (کفر سے)

مُنْفَكِّيْنَ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ﴿۱﴾ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا

الگ ہونے والے نہ تھے جب تک کہ نہ آجاتی ان کے پاس ایک روشن دلیل ۱؎ یعنی ایک رسول اللہ کی طرف سے جو انہیں پڑھ کر سنائے

۱؎ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے عرب کے باشندے دو گروہوں میں بٹے ہوئے تھے۔ ایک گروہ وہ تھا جو سرے سے کسی نبی پر ایمان نہیں رکھتا تھا اور نہ ان کے پاس کوئی آسمانی صحیفہ تھا۔ ان میں سے کوئی بتوں کی پوجا میں مگن تھا، کوئی کواکب کی عبادت میں کھویا ہوا اور کوئی آگ کو اپنا معبود بنائے ہوئے تھا۔ ان کے عقائد میں شدید اختلافات کے باوجود شرک قدر مشترک تھا۔

دوسرا گروہ ان لوگوں پر مشتمل تھا جو کسی نبی کے امتی ہونے کے دعویدار تھے۔ ان کے پاس کوئی نہ کوئی آسمانی کتاب بھی تھی لیکن مرور زمانہ سے وہ بھی مکمل گمراہی میں پھنس چکے تھے۔ ان کے آسمانی صحیفے تحریف کی نذر ہو چکے تھے۔ ان کے اعمال و عقائد میں واضح بگاڑ پیدا ہو چکا تھا۔ انبیاء کی تعلیمات سے انہوں نے رخ موڑ لیا تھا اور خود ساختہ مخترعات کو اپنا دین بنا لیا تھا۔ ان کا بگاڑ اس حد تک پہنچ چکا تھا کہ کوئی حضرت عزیر کو فرزند خداوندی کوئی یسوع مسیح کو خدا کا بیٹا یقین کرتا تھا۔ اگرچہ شرک میں یہ لوگ بھی دیگر مشرکین سے پیچھے نہ تھے، لیکن قرآن کریم نے ان دو گروہوں کو ہمیشہ الگ الگ ناموں سے یاد کیا ہے۔ پہلے گروہ کو مشرک کہا گیا اور دوسرے گروہ کو اہل کتاب۔ اس لیے کہ دوسرا گروہ اپنے آپ کو ایک ایسے دین کا پیرو کہلاتا ہے جو بنیادی طور پر دین توحید ہے۔ اس لیے قرآن کریم نے انہیں مشرکین کے لفظ سے یاد نہیں کیا۔ شرعی احکام میں بھی اس فرق کو ملحوظ رکھا گیا۔ مشرکین کا ذبیحہ بھی حرام اور ان کی عورتوں کے ساتھ شادی بھی قطعاً ممنوع۔ اس کے برعکس اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کی بھی اجازت ہے اور ان کا ذبیحہ بھی حلال ہے بشرطیکہ وہ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ذبح کریں اور شریعت کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق ذبح کریں۔

مذکورہ آیت میں ارشاد فرمایا جا رہا ہے کہ ان دونوں گروہوں میں کفر و شرک اتنا راسخ ہو چکا ہے کہ اب دوسرے درجہ کی کوشش انہیں اس دلدل سے نہیں نکال سکتی۔ کوئی عالم، کوئی زاہد، کوئی مصلح اب ان کو راہ راست پر نہیں چلا سکتا۔ جن تاریکیوں نے ان کا محاصرہ کر رکھا ہے کوئی معمولی روشنی اس محاصرہ کو نہیں توڑ سکتی۔ ان کی ہدایت کے لیے تو کسی ایسی قوی اور تابندہ دلیل کی ضرورت ہے جس کی کرنیں تاریکیوں کا سینہ چاک کر کے رکھ دیں۔ شکوک و شبہات کے غبار کو یکسر ناپید کر دیں۔ طلوع آفتاب سے جس طرح زمین کا گوشہ گوشہ چمکنے لگتا ہے، ہدایت کا کوئی ایسا آفتاب طلوع ہو جو ان کے قلب و اذہان کے کونے کونے میں اجالا کر دے۔

مُنْفَكِّيْنَ: انفکاک سے ہے یعنی کسی چیز کا کسی چیز سے الگ ہو جانا، جدا ہو جانا۔ البینۃ: روشن دلیل جو حق کو واضح کرے۔

صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ﴿۲﴾ فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ﴿۳﴾ وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِينَ أُوتُوا

پاک صحیفے ۲ جن میں لکھی ہوئی ہیں پکی اور درست باتیں ۳ اور نہیں بٹے فرقوں میں اہل

الْكِتَابَ إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ﴿۴﴾ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا

کتاب مگر اس کے بعد کہ آگئی ان کے پاس روشن دلیل ۴ حالانکہ نہیں حکم دیا گیا تھا انہیں مگر

۲۔ اس دوسری آیت میں بتا دیا کہ وہ البینۃ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات بابرکات ہے جسے اللہ تعالیٰ نے رسالت کے منصب پر فائز کر کے گمراہوں کی ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا ہے۔ قال الزجاج رسول رفع علی البدل من البینۃ (قرطبی) رسول مرفوع ہے کیونکہ یہ البینۃ کا بدل ہے۔

یہ رسول روشنی اور ہدایت کا وہ بلند مینار ہے جس کی تابندہ شعاعوں سے عالم انسانیت کے نشیب و فراز جگمگا رہے ہیں۔ رسول ہی اس لیے کہ وہ ایسی کتاب کی تلاوت فرماتا ہے جو ہر قسم کے نقص اور عیب سے پاک ہے۔ دوسری مذہبی کتابوں کی طرح اس میں شرف انسانیت سے گری ہوئی کوئی بات نہیں، عقل سلیم کا منہ چڑانے والی کوئی حکایت نہیں۔ اخلاق باختگی کی طرف بلانے والی کوئی دعوت نہیں ہے۔ ہر عیب سے وہ پاک ہے، ہر نقص سے وہ مبرا ہے۔

۳۔ ان کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ ان میں صرف ایسے احکام و ہدایات ہیں جو سراسر حق اور درست ہیں۔ علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ آیت میں کتب سے مراد احکام ہیں۔ ان الکتب ھھنا بمعنی الاحکام (قرطبی) وقیمۃ ای مستقیمۃ مستویۃ محکمۃ۔ (قرطبی) یعنی راست، درست اور مستحکم۔ حضور کی ذات اقدس جملہ انسانی کمالات کی مظہر اتم تھی۔ حضور کے اخلاق، سیرت اور اعمال ہر آلائش سے اس قدر پاک تھے کہ رخ انور دیکھ لینے سے حضور کی صداقت کا یقین دل میں پیدا ہو جاتا تھا۔ نیز جو کتاب مقدس آپ پڑھ کر سنایا کرتے اس کا ہر پہلو سراپا اعجاز تھا۔ جو نظام حیات اس کتاب نے انسانیت کو بخشا وہ اپنی افادیت، اپنی ظاہری و باطنی برکتوں کے اعتبار سے اپنا ثانی نہیں رکھتا تھا۔ جب ہدایت کے یہ جملہ سامان بہم ہو جائیں تو پھر ہدایت پذیری میں کوئی رکاوٹ باقی نہیں ہوتی بجز اس کے کہ انسان کو اس کی بدبختی اس چشمہ فیض سے سیراب ہونے سے محروم کر دے۔

۴۔ یہود و نصاریٰ بے شمار فرقوں میں بٹ چکے تھے۔ ہر فرقہ اپنے آپ کو ہی اپنے دین کا ٹھیکیدار یقین کرتا تھا۔ باقی تمام فرقے اس کے نزدیک گمراہ اور راہ راست سے بھٹکے ہوئے اور دوزخ کا ایندھن تھے۔ ان میں مذہبی تنگ نظری کے باعث باہمی جنگ و جدال کا سلسلہ جاری رہتا جس کو موقع ملتا دوسروں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ دیتا۔ لاشوں کے پشتے لگا دیتا اور خون کے دریا بہا دیتا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ ان کی یہ تفرقہ بازیاں اور تشتت وافتراق جہالت اور بے علمی کا نتیجہ نہیں بلکہ بدبختوں نے اس وقت تفرقہ بازی کی آگ بھڑکائی جب حق کو کھول کر ان کے سامنے رکھ دیا گیا تھا۔ دلائل و براہین نے حق و باطل کو ممتاز کر دیا تھا۔ محض اپنے ذاتی مفادات اور جھوٹی انا کی قربان گاہ پر اپنے ملی اور دینی اتحاد و یک جہتی کو بھینٹ چڑھا دیا تھا۔ بعض علمائے تفسیر نے اس آیت کا یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ یہاں بھی البینۃ سے مراد حضور کی ذات بابرکات ہے۔ حضور کی تشریف آوری سے

لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ

یہ کہ عبادت کریں اللہ تعالیٰ کی دین کو اس کے لیے خالص کرتے ہوئے ۔ بالکل یکسو ہو کر اور قائم کرتے رہیں نماز ،

وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ۞ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ

اور ادا کرتے رہیں زکوٰۃ ؂۵ اور یہی نہایت سچا دین ہے ؂۶ بے شک جنہوں نے کفر کیا

پہلے جملہ اہل کتاب حضور کے لیے چشم براہ تھے۔ بڑی بے چینی سے انتظار کی گھڑیاں گن رہے تھے۔ جب کفار کے ساتھ برسرِ پیکار ہوتے تو سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اسم نامی کا وسیلہ پکڑ کر دشمنوں پر فتح حاصل کرنے کی دعائیں مانگا کرتے۔ لیکن جب وہ ہادی برحق تشریف لے آیا تو ان کے تیور بدل گئے۔ حسد و عناد کے شعلے بھڑک اٹھے اور حضور پر ایمان لانے سے انہوں نے انکار کر دیا۔ اپنی آسمانی کتب میں آخر الزمان نبی کی بیان کردہ نشانیاں حضور میں مشاہدہ کر لینے کے باوجود حضور کو جھٹلانے پر کمربستہ ہو گئے۔ وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ (البقرہ: ۸۹) (مظہری، قرطبی وغیرہما) اہل کتاب حضور کے وسیلے سے کفار پر فتح طلب کیا کرتے تھے لیکن جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے آئے تو انہوں نے نہ پہچانا حضور کے ساتھ کفر کرنا شروع کر دیا۔

؂۵ وہ قومیں جو آج گوناگوں شرک میں مبتلا ہیں ان میں سے کوئی بھی ایسی قوم نہیں جس کو اس کے نبی یا رسول نے اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان لانے کا حکم نہ دیا ہو اور غیر اللہ کی عبادت کو ضلالت و گمراہی نہ کہا ہو۔ ان انبیاء نے انہیں یہی تلقین کی کہ اپنے عقائد کو شرک و کفر کی ہر آلائش سے پاک صاف رکھیں۔ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے عقیدے پر مضبوطی سے جم جائیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس عقیدۂ توحید کی انہیں دعوت دی ہے یہ کوئی نئی دعوت نہیں۔ پہلے انبیاء و رسل نے بھی اپنی اپنی قوموں کو یہی درس دیا اور اس پر ثابت قدم رہنے کی تاکید فرمائی۔ ہر باطل سے منہ موڑ کر جو شخص صرف حق کی طرف متوجہ ہو جائے اسے حنیف کہتے ہیں۔ حُنَفَاءَ اس کی جمع ہے۔ یعنی انہیں یہ بھی بتایا گیا کہ ان کے گرد و پیش باطل اپنی مختلف شکلوں میں موجود ہے۔ ہر باطل سے دامن چھڑا کر وہ پوری یکسوئی کے ساتھ حق کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ عقیدہ کی اصلاح کے ساتھ ساتھ انہیں عبادات، نماز، زکوٰۃ وغیرہ کی ادائیگی کا بھی بار بار حکم دیا گیا۔ دانائی اور راست بازی کا تقاضا تو یہ ہے کہ وہ حضور کی دعوت کو قبول کر لیں اور اس ہادی برحق کے نقوشِ پا کو اپنا خضرِ راہ بنا لیں۔

؂۶ وہی دین سچا اور صحیح دین ہو سکتا ہے جس میں اصلاحِ عقائد اور اصلاحِ اعمال کا جامع نظام موجود ہو۔ اسلام کے علاوہ کہیں بھی انہیں عقائد و اعمال کا یہ حسین امتزاج نظر نہیں آئے گا۔ القیّمۃ کے بارے میں کئی اقوال ہیں۔ القیّمۃ صفت ہے۔ اس کا موصوف الملۃ مقدر ہے۔ عبارت یوں ہے ذٰلک دین الملۃ القیّمۃ۔ یعنی ایک راست رو ملت کا دین ہے۔ دوسرا قول یہ ہے جو زیادہ واضح اور پسندیدہ ہے۔ القیّمۃ کے آخر میں تا تانیث کی نہیں بلکہ مبالغہ کی ہے جیسے علامہ میں۔ اور دین جو موصوف ہے۔ اس کو صفت کی طرف مضاف کر دیا گیا۔ القیّمۃ التی لا عوج فیھا۔ جس میں کوئی کجی نہ ہو۔ یعنی ہادی برحق علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لایا ہوا دین ایسا دین ہے جس میں کوئی کجی نہیں کوئی خامی نہیں کوئی کمی نہیں۔

اَهۡلِ الۡكِتٰبِ وَالۡمُشۡرِكِيۡنَ فِىۡ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا ؕ اُولٰٓئِكَ

اہل کتاب سے (وہ) اور مشرکین آتش جہنم میں ہوں گے (اور) اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہی لوگ

هُمۡ شَرُّ الۡبَرِيَّةِ ؕ ۶ اِنَّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ

بدترین مخلوق ہیں ۷ (اور) یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے،

اُولٰٓئِكَ هُمۡ خَيۡرُ الۡبَرِيَّةِ ؕ ۷ جَزَآؤُهُمۡ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ جَنّٰتُ

وہی ساری مخلوق سے بہتر ہیں ۸ ان کی جزا ان کے پروردگار کے ہاں ہمیشگی کی جنتیں

عَدۡنٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَاۤ اَبَدًا ؕ رَضِىَ

ہیں رواں ہوں گی جن کے نیچے نہریں وہ ان میں تا ابد رہیں گے ۹ اللہ تعالیٰ ان

۷ آفتاب ہدایت ضوفشاں ہے، صحیفہ رشد وہدایت ان کے سامنے ایسا نظامِ حیات پیش کر رہا ہے جو ان کی جسمانی اور روحانی نشوونما اور ان کی دنیوی اور اخروی فلاح کا ضامن ہے۔ جو لوگ اب بھی اس کا انکار کرتے ہیں، جواب بھی لپک کر نبی کریم کا دامن مضبوطی سے پکڑ نہیں لیتے وہ تمام مخلوق سے بدتر ہیں۔ وہ اسی لائق ہیں کہ انہیں دوزخ کا ایندھن بنا دیا جائے۔ وہ ہمیشہ اس میں جلتے رہیں، یہ لوگ کسی رعایت اور نرمی کے مستحق نہیں۔

۸ ان کے برعکس جو لوگ راستے کی صعوبتوں کو خاطر میں نہیں لاتے، آگے بڑھ کر اس رسول معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر سچے دل سے ایمان لے آتے ہیں اور آپ کے بتائے ہوئے راستے پر گامزن ہو جاتے ہیں، یہی نفوس قدسیہ فیروز بخت ہیں اور انسانیت کی آبرو ہیں۔ کائنات کی کوئی چیز ان کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتی۔ ان کا دل پاک، نگاہیں پاک، نیت پاک، عزم بلند، شوق فراواں اور منزل اونچی، اتنی اونچی کہ کوئی نوری فرشتہ بھی وہاں پر نہیں مار سکتا۔

۹ بہشت کے سدا بہار باغات، انہی کے لیے چشم براہ ہیں، وہاں بہنے والی ندیاں، انہی کے شوق دید میں گرم سیر ہیں۔ وہاں کا ہر پھول، ہر کلی، ان کی محبت کے رنگ میں رنگی ہوئی ہے۔ وہ وہاں رہیں گے، تا ابد وہاں رہیں گے۔ جنت کی ساری رونقیں، ان کے دم قدم سے ہیں، یہ وہاں نہ رہیں تو شگفتگیاں، اداسیوں میں بدل جائیں۔ بہاریں بھی روٹھ جائیں۔

اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ۝۸

سے راضی اور وہ اس سے راضی ۱۰؎ یہ سعادت اس کو ملتی ہے جو اپنے رب سے ڈرتا ہے ۱۱؎

۱۰؎ جنت اور اس کی فرحت انگیز ابدی مسرتوں سے بھی ایک اعلیٰ ترین انعام انہیں بخشا جائے گا اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ ان پر راضی ہو جائے گا۔ یہ رضا و خوشنودی یکطرفہ نہیں' دو طرفہ ہوگی۔ ان کا پروردگار' ان کی محبت اور نیاز مندی کو دیکھ کر ان پر راضی ہو جائے گا اور وہ نیاز مند اپنے کریم رب کی بے پایاں عنایات سے بہرہ ور ہو کر اس سے راضی ہو جائیں گے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل جنت کو پکاریں گے یا اھل الجنۃ۔ وہ جواب عرض کریں گے لبیک ربنا و سعدیک والخیر کلہ فی یدیک۔ اے ہمارے پروردگار! ہم حاضر ہیں، ساری سعادتیں اور بھلائیاں تیرے دست قدرت میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ دریافت کریں گے کہ اب تم راضی ہو؟ وہ عرض کریں گے اے ہمارے رب! ہم تجھ پر راضی کیوں نہ ہوں جبکہ تو نے ہمیں ایسی نعمتوں سے سرفراز کیا ہے جو کسی مخلوق کو نصیب نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا میں اس سے بھی ایک اعلیٰ انعام تمہیں عطا نہ کروں؟ وہ کہیں گے الٰہی! اس سے افضل اور کیا چیز ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ میں تمہیں اپنی رضا اور خوشنودی سے اس طرح سرفراز کر دوں کہ اس کے بعد میری ناراضگی کا تمہیں کوئی اندیشہ نہ رہے۔ (متفق علیہ)

۱۱؎ یہ مقام بلند اور منصب رفیع ہر ایک کو نہیں بخشا جاتا۔ جھوٹی آرزوئیں کرنے والوں کو اس پر فائز نہیں کیا جاتا۔ یہ شرف ان سعادت مندوں کا حصہ ہے جو زندگی بھر اس سے ڈرتے رہتے ہیں۔ اس کی حکم عدولی کی انہیں جرأت ہی نہیں ہوتی۔ اگر بھولے سے لغزش ہو جائے تو خوف اور ندامت کے باعث رو رو کر آنسوؤں کے دریا بہا دیتے ہیں۔ ان لوگوں کو محبوبیت کی خلعت فاخرہ پہنائی جاتی ہے۔

چوں تمام افتد سراپا ناز می گردد نیاز قیس را لیلیٰ ہمیں نامند در صحرائے ما

○

اللھم اجعلنا منھم ومعھم وانت اکرم المسئولین۔ فاطر السمٰوٰت والارض انت ولی فی الدنیا والاٰخرۃ توفنی مسلما والحقنی بالصالحین۔

مسکیں کرم عرشے کند، اے جنت عشاق تو خوش
گر من ازیں شاں نیستم در کار ایشاں کن مرا

اللھم صل وسلم وبارک علیٰ حبیبک الاکرم ومحبوبک المکرم صاحب الوجہ الجمیل والخد الاسیل والطرف الکحیل وعلیٰ آلہ واصحابہ واولیاء امتہ وعلماء امتہ وعلیٰ سائر محبیہ الیٰ یوم الدین۔

شاعر سے معذرت کے ساتھ۔ اصل الفاظ یہ ہیں: مسکیں حسن مے گوید الخ